عہد نبوی کا تاریخی جائزہ

(۵)

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر عربی دہلی یونیورسٹی

جنگ بدر

ساتویں مہم کے قائد رسول اللہؐ تھے، ان کے ساتھ کوئی دو ڈیڑھ سو مہاجر تھے اور سواری کے لئے کل بیس اونٹ، ان کا مقصد قریش کا تجارتی قافلہ پکڑنا تھا جو شام جا رہا تھا۔ ناکافی اونٹوں سے پیدا ہونے والی سست رفتاری کے باعث رسول اللہؐ مقررہ جگہ یعنی مکہ سے شام جانے والی تجارتی شاہراہ پر واقع ذوالعُشَیرہ نامی کاروان اسٹیشن جو مدینہ سے اسی نوے میل مغرب میں تھا، اتنی دیر میں پہنچے کہ قافلہ نکل چکا تھا۔ دو ڈھائی ماہ بعد یہ قافلہ ابوسفیان کی نگرانی اعلیٰ اور بیس اکیس دوسرے بڑے قریشی تاجروں کی معیت میں حجاز کے بازاروں کے مطلب کا بہت سا سامان لے کر شام سے واپس ہوا تو رسول اللہؐ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ قافلہ بدر سے ہو کر گزرنے والا ہے جو تجارتی شاہراہ پر مدینے سے تقریباً سو میل جنوب مغرب میں شاہراہ کا مدینہ سے قریب ترین اسٹیشن تھا۔ رسول اللہؐ نے ایک تقریر میں مال غنیمت کی امید دلا کر مہاجرین و انصار دونوں سے اپیل کی کہ قافلہ پکڑنے کے لئے بلا تاخیر مسلح ہو کر ان کے ساتھ چلیں۔ پے در پے ناکامیوں اور بے سروسامانی حتیٰ کہ سواری تک نہ ہونے سے پیدا ہونے والی گوناگوں تکلیفوں کے باعث مہاجرین کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور مزید قسمت آزمائی کی ان میں نہ ہمت تھی نہ اسے سودمند سمجھتے تھے۔ انھوں نے رسول اللہؐ کے

سامنے صورت حال کا جائزہ لیکر انھیں مہم موقوف کرنے کا مشورہ دیا لیکن رسول اللہؐ ہر بار سے زیادہ پرامید تھے، ان کی مسلسل ترغیب واصرار سے کئی درجن مہاجر چلنے کے لئے تیار ہو گئے، باقی نے معذوریوں کی آڑ لی۔ انصار کے اوس وخزرج قبیلوں کی اکثریت مہم لے جانے کے خلاف تھی۔ سورۂ انفال کی اس آیت میں مہاجرین وانصار کے اسی منفی رجحان کی طرف اشارہ ہے۔

وإن فريقاً من المسلمين لكارهون، يجادلونك في الحق بعد ما تبين كأنما يساقون إلى الموت وهم ينظرون۔ مسلمانوں کی ایک جماعت قافلہ پکڑنے کیلئے نہیں جانا چاہتی تھی، یہ لوگ مہم لے جانے کی حقانیت کے بارے میں جو واضح ہو چکی تھی تم سے بحث ومباحثہ کرتے تھے اور مہم پر جانے سے ایسا ڈرتے تھے گویا سامنے کھڑی موت کی طرف لے جائے جارہے ہوں۔ اس آیت کے اجمال پر عربی روایت نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔

وتخلف عن النبي بشر كثير من أصحابه كرهوا خروجه وكان فيه كلام كثير و اختلاف[1]۔ رسول اللہؐ کے بہت سے ساتھی ان کے ساتھ نہیں گئے، وہ مہم لے جانے کے خلاف تھے اور اس باب میں ان کے درمیان خوب بحث ومباحثہ ہوا اور سخت اختلاف پائے پایا جاتا تھا۔ انصار کی ایک چھوٹی سی جوان اور جوشیلی اقلیت جس کے دوسرے اور تیسرے درجہ کے لیڈر رسول اللہؐ کی خوشنودی حاصل کرکے اپنا رسوخ بڑھانا چاہتے تھے، مہم کے حق میں تھی۔ یہ اقلیت جس میں دوسو اکتیس آدمی تھے۔ ایک سو ستر خزرجی اور اکسٹھ اوسی، دونوں قبیلوں کے غریب وگمنام طبقہ پر مشتمل تھی جس کے پاس نہ صحیح ہتھیار تھے نہ سواری کے لئے اونٹ، جسے اس کے جوان اور باامنگ لیڈروں نے تجارتی قافلہ کی غنیمت سے مالا مال ہونے کی امید میں دلاکر چلنے کے لئے آمادہ کرلیا تھا، اوس وخزرج کے دونوں قبیلوں میں اس وقت گیارہ نقیب تھے جن میں سے ہر ایک اپنے زیر اثر خاندانوں کو رسول اللہؐ کی اطاعت کرانے کا ذمہ دار

---

[1] مغازی ص ۱۴

تھا لیکن چونکہ بیشتر اوسی وخزرجی لیڈر قافلہ کی گرفتاری ناقابل وقوع اور رسول اللہؐ کی دسترس سے باہر تصور کرتے تھے، اس لئے اُن کے ہم قوم اس مہم پر جانے سے کترا رہے تھے، یہی وجہ تھی کہ بلیغ کوشش کے باوجود ہر نقیب مجوزہ مہم کے لئے بیس اکیس سے زیادہ جوان فراہم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ دوسو اکتیس انصاریوں کے مقابلہ میں مہاجرین کی تعداد ستّر اور بقول بعض چالیس[1] ہی تھی، مدینہ میں ان کی آبادی سے بہت کم۔ رسول اللہؐ کی اس مختصر فوج میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے جن پر تین تین چار چار آدمی سوار ہوتے تھے۔ قریشی قافلہ کی طرف روانہ ہوتے وقت رسول اللہؐ کی زبان پر یہ دعا رہی تھی: مالک میرے ساتھیوں کے پیروں میں چھالے پڑگئے ہیں، انھیں سواری عطا کر، ان کے پاس کپڑا نہیں، انھیں کپڑا دے، وہ بھوکے ہیں، انھیں پیٹ بھر کھانا دے، وہ مفلس ہیں، انھیں دولت عطا کر۔ اُللھم إنہم حفاۃ فاحملہم، اَللّٰھمّ إنہم عراۃ فاکسہم، اُللھم إنہم جیاع فأشبعہم وعالۃ فأغنہم[2]

شام سے واپسی کے وقت ابوسُفیان کو جو قافلہ کا نگران اعلیٰ تھا جاسوسوں نے خبر دی کہ محمدؐ کا ارادہ قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ہے۔ ابوسفیان نے فوراً قریشی اکابر کے پاس قاصد بھیجکر مدد طلب کی۔ اس قافلہ میں مکّہ کے ہر چھوٹے بڑے تاجر کا سامان تھا جس کی مجموعی قیمت عزؔ راوی ڈھائی لاکھ روپے (پچاس ہزار دینار[3]) بتاتے ہیں۔ قریش کے تقریباً سارے اکابر لگ بھگ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوگئے، ان کی فوج میں سات سو اونٹوں، سو گھوڑوں کے علاوہ خاصی مقدار میں تجارتی سامان بھی تھا جسے بدر کے ہاٹ میں بیچنے کے لئے انھوں نے

---

[1] انساب الاشراف ۱/۲۹۰

[2] ابن سعد ۲/۲۰، مغازی ص۱۹

[3] مغازی ص۲۱

ساتھ لے لیا تھا۔ اکابر نے ابوسفیان سے کہلا بھیجا کہ ہم مدد کے لئے آرہے ہیں اور بدر کے میدان میں تم سے ملیں گے، وہاں پہنچ جاؤ۔ ابوسفیان بدر کے قریب پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ مکہ کی فوج ابھی نہیں آئی ہے نیز یہ کہ مدینہ کے جاسوس پوچھ گچھ کرنے بدر آئے تھے۔ ابوسفیان گھبرا گیا اور تیزی سے قافلہ بدر کے پڑوس سے نکال لے گیا۔ محفوظ جگہ پہنچکر اس نے قریشی اکابر کو مطلع کیا کہ میں بخیریت قافلہ لے کر ساحلی راستہ سے مکہ کی طرف گامزن ہوں، اب بدر جانے کی ضرورت نہیں ہے، سب لوگ مکہ واپس چلے جائیں۔ اکثر قریشی اکابر واپس جانے کے لئے تیار ہوگئے لیکن ان کی ایک چھوٹی سی جماعت نے جس کی قیادت صف اول کا زعیم اور رسول اللہؐ کے سب سے بڑا مخالف عمرو بن ہشام جس کی کنیت ابوالحکمؑ بدل کر رسول اللہؐ نے ابوجہل کا لقب دیا تھا، جانے سے انکار کر دیا، اس کی اور اس کے ہم خیال جماعت کی رائے تھی کہ محمدؐ کے ساتھیوں نے دو ماہ پہلے حج کے مقدس مہینہ رجب میں دھوکہ دیکر بطنِ نخلہ میں ان کا جو تجارتی قافلہ لوٹا تھا اور ان کے حلیف عمرو بن حضرمی کو قتل کیا تھا، اس کا انتقام لینا اور محمدؐ کے جارحانہ رجحانات کی روک تھام ضروری ہے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں پر آئندہ ہاتھ ڈالنے کی انھیں جرأت نہ ہو۔ قریشی اکابر میں پھوٹ پڑ گئی، ان کی اکثریت واپسی و ترک جنگ کے حق میں تھی، اقلیت انتقام اور آئندہ اپنے تجارتی مفادات کے تحفظ کے لئے جنگ ضروری قرار دیتی تھی، قریشی اکابر آپس میں رد وقدح کرتے بڑھتے چلے گئے۔
اُن کے دو بارسوخ لیڈر انتقام اور جنگ کو قریش کے بڑے مفادات کے لئے مُضر تصور کر کے اپنے اپنے خاندانوں۔ زُہرہ اور عدِی کے تین سو سے اوپر آدمیوں کو لیکر مکہ چلے گئے۔ اس اثناء میں ابوسفیان بھی اکابر سے آملا، اس نے کہا کہ جس مقصد کے لئے تم لوگ نکلے تھے وہ پورا ہو چکا ہے اور قافلہ بخیریت اپنی منزل جا پہنچا ہے لہٰذا گھر لوٹ چلو اور محمدؐ سے بلاضرورت الجھکر اپنی قیمتی جانیں مت گنواؤ۔ جنگ کے حامیوں نے ابوسفیان کا مشورہ بھی مسترد کر دیا۔ قریشی اکابر اپنی قوم کے ساتھ بدر کے وسیع میدان میں ریت کے ایک ٹیلے کی اوٹ میں خیمہ زن ہوئے۔ جب دونوں طرف سے فوجیں صف آرا ہونے لگیں تو جنگ کے مخالف اکابر نے پھر ایک بھرپور کوشش

گی کہ ابوجہل اور اس کے ہم خیال بغیر لڑے مکہ لوٹ جائیں لیکن انھیں کامیابی نہیں ہوئی، ان کے معمر پختہ کار، مالدار اور معزز لیڈر عتبہ بن ربیعہ نے جو اکثریت کا ترجمان تھا ایک پرزور اپیل میں کہا کہ میں بطن نخلہ میں لٹنے والے قافلے کا معاوضہ اور مقتول قریشی حلیف عمرو بن حضرمی کی دیت اپنے پاس سے ادا کرنے کو تیار ہوں، محمدؐ اور ان کے بہت سے ساتھی ہمارے رشتے دار ہیں، وہ ہمیں قتل کریں یا ہم انھیں بہر حال اس سے ایک دوسرے کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور ایک دوسرے کے دل میں انتقام کی آگ بھڑکنے لگے گی، محمدؐ سے لڑنا ہمیں زیب نہیں دیتا، عربوں کو ان سے لڑنے کے لئے چھوڑ دینا چاہئے، اگر محمدؐ نے حکومت حاصل کر لی تو اس سے بحیثیت رشتہ دار ہماری اپنی شان بھی بڑھے گی اور اگر وہ مارے گئے تو بغیر لڑے بھڑے ہمارے پہلو کا کانٹا نکل جائے گا[۱] .... ابوجہل اور اس کے

ہمنوا ساتھیوں پر اس اپیل کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا، ابوجہل نے عتبہ کو آڑے ہاتھوں لیا، اسے طعنہ دیا کہ تم ڈر کر بھاگنا چاہتے ہو، محمدؐ تمہارا چچازاد بھائی ہے اور تمہارا لڑکا (ابوحذیفہ) اس کے ساتھ ہے اس لئے تم دونوں کی سلامتی کی خاطر جنگ سے گریز کر رہے ہو، محمدؐ کی چھوٹی سی فوج دیکھ کر تمہارے ہاتھ پیر پھولے جا رہے ہیں، جبکہ دشمن سامنے کھڑا ہے تم ہمیں چھوڑ کر فرار ہونا چاہتے ہو اور ہمارے حوصلے پست کر رہے ہو، بخدا ہم بغیر لڑے نہیں جائیں گے[۲]۔ اپنے ہم قوموں کو میدان جنگ میں چھوڑنے کی عار اور اس کے قبائلی وخاندانی برے نتائج کے پیش نظر جنگ کے مخالف اکابر قریش جنگ میں شرکت کے لئے مجبور ہو گئے لیکن ان کے اور ان کے زیر اثر سیکڑوں سپاہیوں کے حوصلے پست تھے۔ رمضان ۲ھ کے اواسط میں جنگ شروع ہوئی تو رسول اللہؐ کے جوان اور جوشیلے سپاہیوں نے چن چن کر بہت سے پیرانہ سال اور مضمحل قویٰ اکابر کو قتل کر ڈالا،

---

[۱] مغازی ص۵۸

[۲] ایضاً ص۵۶

ان میں عتبہ اور ابوجہل بھی شامل تھے۔ قریشی فوج کے حوصلے پہلے ہی مخالفین جنگ کی موثر اپیلوں سے پست ہو چکے تھے، اپنے صف اول کے لیڈروں کی موت سے ان کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی، عالم مایوسی میں وہ جان بچانے کے لئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور مکہ کا رُخ کیا۔ قریش کے ستر سے کچھ اوپر آدمی مارے گئے، اتنی ہی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ رسول اللہؐ کے چھ مہاجر اور آٹھ انصاری کام آئے۔ رسول اللہؐ کے ساتھی دشمن کے خیمہ میں گھس گئے اور جو چیز جس کے ہاتھ آئی اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ایک دوسرے کے ہاتھ سے چیزیں چھیننے اور جھپٹنے کے بہت سے قضیے پیدا ہو گئے، جو لوگ لڑے تھے انھوں نے ان لوگوں کو مال غنیمت دینے سے انکار کر دیا جو رسول اللہؐ کے آس پاس چوکیداری کر رہے تھے یا جن کی تلوار سے دشمن کا کوئی آدمی قتل نہیں ہوا تھا یا جو دشمن کی صفوں سے دور رہے تھے[۱]۔ رسول اللہؐ کو یہ باتیں سخت ناگوار ہوئیں، وہ چاہتے تھے کہ سارا مال غنیمت ان کے پاس لایا جائے اور وہ اپنی صوابدید سے اسے تقسیم کرائیں، اس وقت وحی کے ذریعہ مال غنیمت تقسیم کرنے کا یہ ضابطہ مقرر ہوا کہ اس کے پانچ حصوں میں سے چار مساویانہ فوج میں تقسیم کر دئے جائیں اور پانچواں حصہ رسول اللہؐ کو دیدیا جائے۔ دو ماہ پہلے بطن نخلہ میں حاصل ہونے والے اولین مال غنیمت کی تقسیم اسی طرح ہوئی تھی لیکن اس وقت وحی سے اس کی توثیق نہیں ہوئی تھی اس ضابطہ کی روشنی میں بدر کا سارا مال غنیمت قبضہ کرنے والوں کو رسول اللہؐ کے پاس جمع کرنا پڑا اور حسب ضابطہ ان میں تقسیم کیا گیا[۲]۔ ابو امامہ باہلی نے عبادہ بن صامت (انصاری) سے مال غنیمت سے متعلق قرآنی آیتوں کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا یہ آیتیں ہمارے یعنی اصحاب بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جب ہم مال غنیمت کے استحقاق اور تقسیم کے بارے میں

---

[۱] ابن کثیر ۲/۳۰۲، طبری ۲/۲۸۶

[۲] ابن ہشام ص ۴۵۶

جھگڑنے لگے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آئے تھے، اس کے نتیجہ میں خدا نے مال غنیمت ہمارے ہاتھ سے نکال لیا اور رسول اللہؐ کے حوالے کر دیا اور انھوں نے اسے ہمارے درمیان مساویانہ تقسیم کر دیا۔ سألت عبادة بن الصامت عن الأنفال، فقال فینا معشرَ أصحاب بدر نزلت حین اختلفنا فی النفل وساءت فیه اخلاقنا فنزعه الله من أیدینا فجعله إلی رسوله فقسمه بین المسلمین عن بَواءٍ[1]۔ مال غنیمت میں ایک سو پچاس اونٹ، تیس گھوڑے، بہت سے ہتیار، بڑی مقدار میں کھانے کی چیزیں، لباس اور چرمی سامان کا وہ ذخیرہ شامل تھا جو اکابر قریش بدر کے ہاٹ میں بیچنے کے لئے ساتھ لائے تھے[2]۔ خمس کے علاوہ جو قرآنی ضابطہ کے مطابق رسول اللہؐ کو ملا۔ انھوں نے سہم صفی بھی لیا۔ عرب دستور کے مطابق ہر قبائلی رئیس مال غنیمت سے کوئی عمدہ چیز اپنے لئے پسند کر لیتا تھا۔ گھوڑا، اونٹ، تلوار، غلام، کنیز۔ رسول اللہؐ نے دو چیزیں پسند کیں۔ قرشی رئیس منبہ بن حجاج کی تلوار ذوالفقار اور ابوجہل کی تیز رو اونٹنی جس پر آگے دو تین برس تک وہ لڑنے جایا کرتے تھے[3]۔ رسول اللہؐ اور ان کے ساتھی جب بدر سے لوٹے تو ان کی مالی حالت پہلے سے کافی بہتر تھی، ہر شخص کے پاس ایک یا دو بنڈل سامان کے تھے، جسموں پر اچھا لباس تھا اور بیشتر کے پاس سواری کے اونٹ تھے[4]۔

زرِ مخلصی

قریش کے شر سے اوپر قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں مسلمان مختلف الرائے تھے، ایک

---

[1] ابن ہشام ص۴۵۶

[2] مغازی ص۹۸، انساب الاشراف ۱/۲۹۰

[3] ابن سعد ۲/۱۸، ۱۹

[4] ایضاً ۲/۲۰

جماعت کی جس کے سرگرم ترجمان مہاجرین میں عمر فاروق اور انصار میں سعد بن معاذ تھے، رائے یہ تھی کہ اِن سب کو اسلام اور رسول اللہؐ کی مخالفت کی پاداش میں قتل کر دینا چاہئے، دوسری جماعت جس کے پرجوش وکیل ابوبکر صدیق تھے سب کو چھوڑنے کے حق میں تھی، ان کی دلیل یہ تھی کہ قیدی رشتے دار ہیں، اُن میں سے کوئی رشتہ کا باپ ہے، کوئی چچا، کوئی تایا، کوئی بھائی اور کوئی بھتیجا، اس لئے مارنے کی بجائے اِن سے زرِ مخلصی لے لیا جائے اور یہ روپیہ نادار مہاجروں اور غریب نو مسلموں نیز رسول اللہؐ کے مخالفوں کی سرکوبی کے لئے اسلحہ اور دوسرا جنگی سامان فراہم کرنے پر صرف کیا جائے۔ رسول اللہؐ نے اس تجویز پر جو ان کی مرضی کے مطابق بھی تھی، عمل کیا۔ زرِ مخلصی کے چار گریڈ مقرر ہوئے۔ دو ہزار روپے (چار ہزار درہم)، ڈیڑھ ہزار، ہزار اور پانچسو[1]، جس حیثیت کا آدمی ہوتا اس سے اسی حیثیت کا زرِ مخلصی لیا جاتا، اس کے عزیز و اقارب مکہ سے آکر مقررہ رقم ادا کر کے اسے لے جاتے تھے۔ ستر سے اوپر ان قیدیوں میں سے تین کو رسول اللہؐ نے قتل کرا دیا۔ عُقبہ بن ابی مُعیط، نَضر بن حارث اور طُعیمہ بن عَدِی، ان کی ذات سے مکہ میں رسول اللہؐ کو زیادہ اذیت پہنچی تھی، دو آدمیوں[2] کو جو اُن کے مطلبی رشتہ دار تھے اور زرِ مخلصی ادا کرنے سے قاصر، رہا کر دیا، معدودے چند جو زرِ مخلصی ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے دس دس[3] انصاری بچوں کو لکھنا سکھا کر آزاد کر دیئے گئے۔ زرِ مخلصی کی مجموعی مقدار کے بارے میں ہمارے ماخذوں نے کوئی تصریح نہیں کی ہے، اندازاً اسے چالیس پچاس ہزار قرار دیا جا سکتا ہے۔

فتح کی خبر کا اہل مدینہ پر اثر

فتحیاب ہوتے ہی رسول اللہؐ نے بلا تاخیر خوشخبری دینے کے لئے دو قاصد مدینہ بھیجے،

---

[1] ابن سعد ۲/۱۸، ۲۲

[2] مغازی ص ۱۳۴

[3] ابن سعد ۲/۲۲

ایک شہر کے بالائی محلوں اور دوسرا زیریں محلوں میں، ان میں سے ایک قاصد رسول اللہ کے لے پالک زید بن حارثہ اُن کی اونٹنی قصوا، پر سوار ہوکر آئے تھے، انھوں نے فتح کا اعلان کرکے قریش اکابر کے نام لے لیکر کہا کہ یہ سب جنگ میں مارے گئے۔ مدینہ کے مہاجر، انصار، اوس وخزرج کے غیر مسلم، عبداللہ بن اُبَی کے تبع نمائشی مسلمان اور یہودیوں کے لئے یہ خبر اتنی غیر متوقع تھی کہ وہ اُسے باور کرنے کو تیار نہیں ہوئے، عام خیال یہ تھا کہ رسول اللہؐ کو شکست ہوئی ہے، زید بن حارثہ ان کی اونٹنی تصوار پر میدان جنگ سے بھاگ کر آئے ہیں اور باقی ہزیمت خوردہ مسلمان عنقریب ان کے پیچھے پیچھے آتے ہوں گے۔ اوس وخزرج کے غیر مسلم، متذبذب نمائشی مسلمان اور یہودی اس خیال سے بہت خوش تھے اور گلی کوچوں اور بازاروں میں اس کا چرچا کرتے پھرتے تھے۔ نمائشی مسلمانوں کے لیڈر اس تصور سے محظوظ ہو رہے تھے کہ رسول اللہؐ میں نبوت کا زُعم کم ہو جائے گا، وہ اپنی بے چون وچرا اطاعت پر اصرار نہیں کریں گے اور ان کی رائے کا پہلے سے زیادہ احترام کرنے لگیں گے، یہودی اکابر یہ سوچکر مسرور ہو رہے تھے کہ شکست کے بعد رسول اللہؐ کی دھاگ نبوت ختم ہو جائے گی، اوس وخزرج کے قبیلے ان سے بدظن ہوکر ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور یہودی آزادی وسالمیت کو لاحق وہ خطرہ ٹل جائے گا جو رسول اللہؐ کی ہجرت سے یہودیوں کے دل ودماغ پر چھایا ہوا تھا۔[1]

بنو قَینُقاع کی جلاوطنی

نوید فتح پاکر بیشتر اہل مدینہ کے تاثرات کا بدر سے واپسی پر رسول اللہؐ کو علم ہوا تو ان کی طبیعت سخت مکدر ہوئی، ان کی رائے میں مدینہ کے غیر مسلم، متذبذب اور نمائشی مسلمانوں میں اپنی نبوت کے عدم اعتراف یا بے چون وچرا اطاعت سے انحراف کی ساری ذمہ داری یہودیوں

---

[1] انساب الاشراف ۱/۲۹۲

پرستی جنھوں نے انھیں نبی ماننے سے انکار کر دیا تھا، جو قرآنی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے، یہودی وعیسائی مذاہب اور انبیاء کے بارے میں قرآن کی بیان کردہ تصریحات غلط قرار دیتے تھے، جو رسول اللہؐ کے کاموں پر نقد کرتے، ان کے قول و فعل میں تناقض دکھاتے تھے، انھیں جھوٹا اور طالب حکومت بتاتے تھے اور اوس و خزرج کے اکابر سے ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ فتح بدر کو شکست تصور کر کے یہودیوں کی حالیہ شادمانی نے رسول اللہؐ کو بے حد مشتعل کر دیا۔ مدینہ کے تین یہودی قبیلوں میں سے دو، نُضیرؔ اور قریظہ جن کے پاس وسیع زراعتی فارم اور نخلستان تھے، شہر سے باہر رہتے تھے اور تیسرا قبیلہ قَینُقاع جس کے پاس فارم اور نخلستان بہت کم تھے، مدینہ کے جنوب مشرق میں شہر سے بالکل متصل آباد تھا، قینقاعی یہودی تجارت اور دستکاری کے ذریعہ روزی کماتے تھے، رسول اللہؐ نے قینقاع کے اکابر کو بلا کر کہا کہ میری نبوت کا اقرار کر کے اسلام لے آؤ ورنہ تمھارا انجام اس سے کہیں زیادہ برا ہوگا جیسا کہ بدر میں قریش کا ہوا ہے[1]۔ اکابر نے کہا کہ ہم اپنے مذہب سے ہر طرح مطمئن ہیں اور کسی قیمت پر اسے نہیں چھوڑ سکتے، کسی کو زبردستی دوسروں کا مذہب بدلوانے کا کیا حق ہے۔ تمھاری یہ دھمکی کہ قریش سے زیادہ ہمیں نقصان پہنچاؤ گے تو یہ محض تمھاری خوش گمانی ہے، قریش کی نسبت ہمیں لڑائی کی زیادہ بصیرت اور تجربہ ہے۔ اس ملاقات سے رسول اللہؐ اور یہودیوں کے تعلقات اور زیادہ تلخ ہو گئے، چند دن بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ قینقاع کو اپنا گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہونا پڑا۔ کوئی انصاری عورت ایک قینقاعی سنار کے پاس بیٹھی ہوئی زیور کے بارے میں بات چیت کر رہی تھی کہ ایک یہودی نے نکیلی لکڑی لیکر پیچھے سے اس کی قمیص کا بند ڈھیلا کر دیا، جب وہ اٹھی تو بند کھل گیا اور اس کا سینہ عیاں ہو گیا، یہودی اور اس کے ساتھی ہنسنے لگے۔ عورت نے شور مچایا، انصاری مسلمان آ گئے اور ان میں سے ایک نے طیش میں آکر بند ڈھیلا کرنے والے یہودی کو قتل کر دیا، اس کی چیخ پکار سے آس پاس کے یہودی

---

[1] مغازی ص ۱۷۶، انساب الاشراف ۱/ ۳۰۸

جمع ہو گئے اور انھوں نے مسلمان قاتل کو مار ڈالا۔ دونوں طرف بھیڑ لگ گئی اور بدکلامی ہونے لگی مسلمان یہودیوں کو دھمکی دیتے اور یہودی مسلمانوں کو۔ بیعت عقبہ کے بعد جس کا دوسرا نام بیعت حرب بھی تھا، رسول اللہ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو یہودی قبیلوں (قینقاع، نضیر اور قریظہ) کو خطرہ لاحق ہوا کہ جب وہ رسول اللہؐ کو نبی ماننے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں گے تو رسول اللہؐ انھیں قریش کی طرح اپنا دشمن قرار دے کر موقع پاتے ہی اوس و خزرج کی مدد سے ان پر حملہ کر دیں گے، اس لئے انھوں نے رسول اللہؐ سے معاہدہ کرلیا کہ یہودی ان کے خلاف اور وہ یہودیوں کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہیں کریں گے، نہ ایک دوسرے کے دشمنوں سے کسی جارحانہ کارروائی کے لئے سازباز کریں گے[1]۔ اپنے ہم مذہب کے قتل کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کو دھمکی دی تو رسول اللہؐ نے محسوس کیا کہ قینقاع کے اکابر کی نیت خراب ہے اور وہ کسی وقت شہر کے غیر مسلم، متذبذب اور نمائشی مسلمانوں کا سہارا لے کر یا قریش کی مدد سے ان پر حملہ کر سکتے ہیں، رسول اللہؐ نے یہ صورت حال پیدا ہونے سے پہلے بنو قینقاع کا استیصال ضروری خیال کیا، ان کی صوابدید کی توثیق بذریعۂ وحی ان الفاظ میں ہو گئی۔ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ (انفال) اگر تمھیں کسی معاہد قوم سے بدعہدی کا اندیشہ ہو تو تم بھی عہد و پیمان توڑ دو۔ رسول اللہؐ نے قینقاع کے خلاف اعلان جنگ کر دیا، قبیلہ کے سب لوگ اپنی گڑھیوں میں جہاں خطرہ کے وقت پناہ لی جاتی تھی، بغیر لڑے محصور ہو گئے، اس کے بعد بھی انھوں نے کوئی فوجی کارروائی نہیں کی، بنو قینقاع کا خزرج کے اکابر سے باہمی مدد کا معاہدہ تھا، با اثر خزرجی لیڈر اور نمائشی مسلمانوں کے سرگروہ عبداللہ بن اُبی بن سلول سے قینقاعی اکابر کے خوشگوار تعلقات تھے، اس نے مصالحت کی کوشش کی لیکن رسول اللہؐ اور انصار کا جوان، جوشیلا اور ابھرنے کا آرزومند طبقہ جو جنگ بدر میں رسول اللہ کے ساتھ لڑا تھا، مصالحت کے لئے تیار نہیں ہوا، دونوں کا مطالبہ تھا کہ بنو قینقاع غیر مشروط طور پر ہتھیار

---

[1] مغازی ص۱۷۷

ڈالیں، ان کے بالغوں کو قتل کر دیا جائے، بال بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کی منقولہ و غیر منقولہ دولت آپس میں بانٹ لی جائے۔ قینقاعی اکابر کو بھروسہ تھا کہ ان کے حلیف و ہمدرد غیر مسلم خاندان نمائشی مسلمان نیز ان کے ہم مذہب نُضیر و قُریظہ ان کی مسلح مدد کریں گے لیکن ان میں سے کسی نے بھی جان اور ہتیاروں سے ان کی مدد نہیں کی، غیر مسلم اور نمائشی مسلمانوں کو اندیشہ تھا کہ اگر انھوں نے مسلح مدد کی تو شہر کی مسلمان اکثریت ان کا قلع قمع کر دے گی، نضیر و قُریظہ کو معاہدہ توڑ کر مسلح مدد کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، دس بارہ دن تک جب قینقاع کی مدد کے لئے ان کا کوئی حلیف، ہمدرد اور ہم مذہب نہیں آیا تو ان پر مایوسی چھا گئی، انھوں نے رسول اللہؐ کو مطلع کیا کہ ہم گھر بار چھوڑ کر جانے کو تیار ہیں، ہمیں بلا تعرض جلا وطن ہونے کی ضمانت دی جائے۔ رسول اللہؐ نے کہلا بھیجا کہ بلا شرط ہتیار ڈالنے کے سوا تمھاری کوئی تجویز نہیں مانی جا سکتی۔ قینقاع کے حلیف اور با رسوخ خزرجی لیڈر عبد اللہ بن اُبی نے قینقاعی اکابر کو بلا شرط ہتیار ڈالنے کا مشورہ دیا اور اطمینان دلایا کہ وہ محمدؐ کے ہاتھوں انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیں گے، قینقاعی اکابر نے گڑھیوں کے دروازے کھول دئے، ان کے بالغ مردوں کو جو سات سَو تھے، گرفتار کر کے ہاتھ کندھوں کے پیچھے باندھ دئے گئے، رسول اللہ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، عبد اللہ بن اُبی نے رسول اللہؐ سے سفارش کی کہ قینقاع کے بالغوں کو چھوڑ دیں، انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور آگے بڑھ گئے، عبد اللہ نے پیچھے سے ان کی زرہ بکتر کے کالر میں ہاتھ ڈال کر انھیں روکا اور کہا: محمدؐ میرے حلیفوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، رسول اللہؐ کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا، انھوں نے مڑ کر کہا: چھوڑو مجھے، تمھارا برا ہو۔ عبد اللہ: میں اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تم میرے حلیفوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا وعدہ نہیں کر لوگے، یہ سات سو آدمی ہیں، تین سو زرہ پوش اور چار سو بغیر زرہ، انھوں نے حدایق اور بُعاث کی جنگوں میں ہر کالے گورے کے مقابلہ میں میری مدد کی تھی، تم بیک وقت ان سب کی گردن اڑانا چاہتے ہو، محمدؐ اس کا انجام برا ہوگا[۱]۔ رسول اللہؐ: چھوڑ دو قیدیوں کو اُن پہ اور اِس پر

---

[۱] انساب الاشراف ۱/۳۰۹، مغازی ص ۱۸۱

خدا کی لعنت۔ جلاوطن ہونے کے لئے رسول اللہ نے قینقاع کو تین دن کی مہلت دی، شہر کے لوگوں کے پاس ان کے قرضے تھے جن کی وصولی کے لئے قینقاعی اکابر نے مہلت میں توسیع چاہی جو منظور نہیں کی گئی۔ تین دن کی مقررہ میعاد ختم ہونے پر انھیں شہر بدر کر دیا گیا۔ رسول اللہ نے انھیں اپنے ہتیار، زر وسیم اور بیشتر سامان لے جانے کی اجازت نہیں دی۔ اس دولت کا خمس لے کر مابقی رسول اللہ نے محاصرہ کرنے والوں میں تقسیم کر دیا، مال و دولت کی تقسیم سے پہلے انھوں نے سہم صفی کے نام سے .... چیزیں اپنے لئے منتخب کیں۔ تین کمانیں، دو زرہیں، تین تلواریں اور تین نیزے[1]۔ بنو قینقاع کا قافلہ مدینہ سے چل کر ستر اسی میل شمال مغرب میں وادی القریٰ کی یہودی بستی میں اترا، مقامی یہودیوں نے چندہ کر کے ان کے ضرورتمندوں کے لئے سواری اور زادراہ کا انتظام کیا، کچھ دن ٹھہرنے کے بعد بنو قینقاع اپنے آبائی وطن شام چلے گئے۔

(باقی)

---

[1] مغازی صفحہ ۱۸۰

اخبار التنزیل

قرآن اور حدیث کی پیشین گوئیاں

تالیف: مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلی

اس کتاب میں قرآن پاک اور فرمودات نبوی کی پیشین گوئیاں مؤثر انداز میں جمع کر دی گئی ہیں۔ قرآن مجید اخبار غیب کا حامل ہے اس کی یہی خصوصیت اس کے کلام الٰہی ہونے کے دلائل میں ایک روشن دلیل بلکہ برہان قاطع ہے۔ ان کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی، پختگی اور قرآن کے کلام الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں یقین واذعان پختہ ہوگا۔ تقطیع متوسط ۱۸×۲۲/۸، صفحات ۳۴۴

قیمت بلا جلد -/۵ مجلد -/۶

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶